اکثر مومن مشرک ہیں

ھدیہ

اس مضمون کو ہدیہ کرتا ہوں برائے بی بی سیدہ ثانی زہراؑ جناب زینب صلوۃ اللہ علیہ کے نام جو اپنے والد شہنشاہِ ولایتِ مطلقہ جناب حضرت امیرالمومنین علیؑ کی بھی زینت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اس خداوند تعالیٰ کی جسکی ایک صفت کوئی بیان نہیں کرسکتا۔اور درود محمدؐ و آل محمدؐ پر جو اللہ کی ایک صفت نہیں بلکہ کُل صفاتِ مطلقہ ہیں۔

اسکا موضوع اکثر مومن مشرک ہے۔اسلئے رکھا گیا کہ بیشتر لوگوں کے خیال میں صرف یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا اسکی عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود ہزار ہا برس کی عبادت کے باوجود صرف اللہ کے ایک حکم کی اطاعت نہ کر کے شیطان ہمیشہ کیلئے ملعون ٹھہرا۔اور جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔یہ شرک ایسی خطرناک روحانی بیماری ہے۔جسکا ساری زندگی پتہ نہیں چلتا۔رسولؐ اللہ نے اپنے ایک صحابی کو جسکا اہل اسلام میں بڑا نام ہے۔اس سے آپؐ نے فرمایا تھا۔"کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی طرح رینگ رہا ہے۔" امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ:"جو شخص اللہ کے اسماء میں الحاد کرتا ہے۔وہ شرک کرتا ہے۔حالانکہ اسکو شرک کا علم نہیں اور گمان یہ کرتا ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے۔" یعنی مشرک ہو کر سمجھتا ہے کہ وہ نیک مومن ہے۔بس اسی چیز کو بنیاد بنا کر یہ مضمون لکھا گیا ہے۔اس اہم مسئلہ کو ابلیس نے بھی اہمیت نہیں دی۔وہ اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کیلئے تو تیار تھا۔مگر اطاعت کی طرف سے غفلت کا شکار تھا۔اور اسی غفلت کا شکار مومنین کی اکثریت بھی ہوگئی۔اسی حقیقت پر بات ختم کرتا ہوں۔کہ سرکار

صادقؑ فرماتے ہیں:

''لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کلام پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔'' (بصائرالدرجات اردو ترجمہ باب ۱۲ حدیث ۷)

اکثر مومن مشرک ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون

ترجمہ :

اکثر ایسے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں مگر وہ مشرک ہیں۔

(سورہ یوسفؑ آیت 106)

تفسیر :

امام باقرؑ نے فرمایا: اس سے مراد شرک اطاعت ہے۔شرک عبادت نہیں۔

(تفسیر نورالثقلین صفحہ 109 حدیث ۴)

امام صادقؑ فرماتے ہیں: یہ شرک اطاعت ہے۔شرک عبادت نہیں۔

(تفسیر برھان حدیث ۴ صفحہ 233)

تبصرہ :

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا ہی شرک نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور اللہ نے جسکی

اطاعت کا حکم دیا ہے اس میں کسی غیر کو شریک کرنا بھی شرک ہے۔اور اکثر لوگ اطاعت میں کسی غیر کو شریک کر کے مشرک ہو جاتے ہیں۔حالانکہ اللہ پر ایمان بھی لاتے ہیں۔اطاعت کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

(سورہ نسأ۔پارہ ۵)

ترجمہ :

اے ایمان لانے والوں اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور جو تم میں صاحبان امرؑ ہیں۔

تفسیر:

امام باقرؑ فرماتے ہے کہ جس اولا امرؑ کی اطاعت کا حکم ہے وہ ائمہ معصومینؑ ہیں یعنی ہر امر پر ملکیت رکھنے والا۔

(تفسیر فرمان علی صفحہ 137۔تفسیر برھان جلد ۲ صفحہ 252۔تفسیر نور الثقلین جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

حدیث :

(بحذف اسناد) شیخ صدوق لکھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ اولی الامر کون ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

اے جابر! اس سے مراد میرے خلفاء ہیں جو میرے بعد مسلمانوں کے امام ہوں گے۔ان میں سے پہلا علیؑ بن ابی طالبؑ ہے، پھر حسنؑ پھر حسینؑ، پھر علیؑ بن الحسینؑ، پھر محمد بن علیؑ ہے۔

اے جابر! تیری انؑ (امام باقرؑ) سے عنقریب ملاقات ہوگی جب تیری ان سے ملاقات ہو تو میری

طرف سے انہیں سلام پہنچانا۔ پھر جعفر صادقؑ، پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ، پھر علیؑ بن موسیٰؑ، پھر محمدؑ بن علیؑ، پھر حسنؑ بن علیؑ امام ہوں گے۔ پھر میرا ہم نام اور ہم کنیت زمین پر خدا کی حجت ہوگا.

(غایۃ المرام اردو ترجمہ جلد ۳ حدیث 10 صفحہ 206۔ کمال الدین صفحہ 253 حدیث ۳)

تبصرہ :

قرآن و سنت کے مطابق ۳ اطاعتیں ہیں اللہ اور رسولؐ کے بعد فقط 12 امامؑ جو اولی الامر ہیں ان کی اطاعت واجب ہے۔ جن کے نام تک رسول اکرمؐ نے بتا دیئے ہیں بے شمار احادیث و تفاسیر اس آیت پر موجود ہیں اور اہل سنت برادران کے ہاں بھی موجود ہے۔ بس یہی وہ بارہ معصومینؑ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے مقرر کیا ہے اور اپنا ہر امر (حکم) ان کے سپرد کیا ہے۔ یعنی یہ جو بھی امر کریں وہ اللہ اور رسولؐ کا امر ہوگا۔ اطاعت کا مطلب یہ ہے کے دین کے احکام میں یعنی معرفت اصول دین اور فروع دین (طہارت، وضو، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، خمس. وغیرہ وغیرہ) صرف ائمہ معصومینؑ سے ہی حاصل کرنا واجب ہے. کیونکہ یہ اللہ کا دین ہی اور اللہ اپنے دین کے احکام پہنچانے کے لئے اپنے نمائندے (نبیؐ اور امامؑ) کا انتخاب خود کرتا ہے۔

آیت :

ان اللہ اصطفیٰ آدمؑ و نوحاًؑ و آل ابراہیمؑ و آل عمرانؑ علی العالمین

(سورہ آل عمران آیت ۳۳)

ترجمہ :

بے شک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین میں سے چن لیا۔

آیت : انّی جاعل فی الارض خلیفہ (البقرہ آیت 30)

ترجمہ : ’میں زمین پر اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں‘۔

آیت : یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (سورہ ص آیت 26)

ترجمہ : ’اے داؤدؑ ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا‘۔

آیت : انی جاعلک اللناس لا ماما۔ (البقرہ آیت 124)

ترجمہ : ’میں تجھے انسانوں کا امام مقرر کرتا ہوں‘۔

حدیث :

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

’خدا نے ابراہیمؑ کو پہلے عبد بنایا پھر نبی بنایا۔ پھر رسول بنایا۔ پھر خلیل بنایا۔ چنانچہ جب وہ عبد، نبی، رسول اور خلیل کے چاروں عہدے حاصل کر چکے تو آخر میں اللہ نے انہیں امام بنایا۔ (اصول کافی جلد ۲ صفحہ 23۔ نورالثقلین جلد 1 صفحہ 132)

یعنی کہ عبدیت، نبوت اور رسالت سے بھی بڑا عہدہ امامت ہے۔ اور اللہ کا مقرر کردہ امام عبدیت، نبوت اور رسالت کا مالک ہوتا ہے۔ اتنے عہدوں کے مالک حضرت ابراہیمؑ صرف انسانوں کے امام ہیں۔ اور ہمارے امامؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

کل شئی احصیناہ فی امام مبین۔

(سورہ یٰسین آیت 12)

ترجمہ :

ہم نے ہر چیز (کل شی) کو ایک امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔

تبصرہ :

یعنی ہمارا امام صرف انسانوں کا نہیں بلکہ کل کائنات کی ہر شئی کا امام ہے۔ یعنی ہر شی کا علم ہے تو

تب ہی وہ ہر شی کے امام ہونگے۔ اور ہر شی کو حکم ہے کہ امام کی اطاعت کرے۔

حدیث :

امام رضاؑ فرماتے ہیں: جو شخص امام کی امامت کے معاملے میں شک کرے یا توقف کرے وہ کافر ہے اور جو امامؑ کا انکار کرے یا امام کی دشمنی ظاہر کرے وہ مشرک ہے۔

(حیات القلوب جلد ۳ کتاب امامت صفحہ ٦٦)

تبصرہ :

دشمنی کیسے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ جب امامؑ کے فضائل سنائے جائیں تو ایک لمحہ بھی جو سوچے (کہ یہ کیسے ممکن ہے) یا شک کرے تو وہ کافر و مشرک ہے۔ چاہے وہ زبانی امامت کا اقرار کرنے والا بھی ہو۔ چاہے وہ کوئی نماز قضا نہ کرے، سارے روزے رکھے، حج کرے، اور سارے عبادات و اعمال بجالائے وغیرہ وغیرہ۔

حدیث :

عمر بن فرج الرخجی کہتے ہیں کہ ہم دریائے دجلا کے کنارے کھڑے تھے۔ وہاں میں نے امام محمد تقیؑ سے عرض کیا: آپؑ کے شیعہ آپؑ کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ آپؑ کو دجلہ کے تمام پانی کا حال معلوم ہے اور آپؑ اس پورے پانی کا وزن بھی جانتے ہیں!!!

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: بندۂ خدا! یہ بتاؤ اگر اللہ اس چیز کا علم ایک مچھر کو دینا چاہے کیا وہ قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟

میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کے پاس اس کی قدرت موجود ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میںؑ خدا کی نظر میں صرف مچھر ہی نہیں بہت سی مخلوقات سے افضل ہوں (اور اگر وہ مجھےؑ اس کا علم عطا کردے تو تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے؟)

(عیون المعجزات صفحہ۱۲۴۔بحارالانوار جلد۵۰ صفحہ۱۰۰،۱۰۱۔معجزات آل محمدؐ جلد۴ صفحہ۱۱۷)

تبصرہ :

یعنی کیا اللہ پوری کائنات کا علم ایک امامؑ کو دینے کی قدرت رکھتا ہے؟ اگر کوئی کہے نہیں تو وہ اللہ کی وسیع قدرت کو محدود کر دیتا ہے۔یعنی وہ اللہ کو قادر ہی نہیں مانتا۔اور جو اللہ کو قادر نہ مانے وہ کافر ہے۔اور علم بھی شئی ہے۔

حدیث :

کتاب بصائرالدرجات میں لکھتے ہے کہ علی بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت علی موسیٰ کاظمؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

''اگر مجھے اجازت دی گئی ہوتی تو میں لوگوں کو اپنے فضائل سے آگاہ کرتا''

میں نے کہا: ''کیا آپ کا علم بھی ان فضائل میں شامل ہے''

آپ نے فرمایا: ''ہمارا علم ہمارے کم ترین فضائل میں سے ہے''

(بصائرالدرجات صفحہ۱۲۔بحار جلد۲۵ صفحہ۳۷۱۔مختصرالبصائر صفحہ۶۸۔القطرۃ جلد۳ صفحہ۴۵)

تبصرہ

علم کی کوئی حد نہیں کائنات کی ابتداء اور خاتمے تک کا علم،عرش و کرسی کا علم،لوح و قدر کا علم،انبیاء، فرشتے،انسانوں،جنات،حیوانات،نباتات کا علم،جب سے بارشیں ہوئی اور جب تک ہونگی اس کے ہر ایک قطرے کا علم،صحرا کے ایک ایک ذرے کا علم وغیرہ وغیرہ۔ان سارے علم کا عالم ہونا امام کی ایک فضیلت ہے۔یعنی لامحدود علم کا عالم بھی لازماً لامحدود ہوگا۔اور یہ بھی امام کی ادنیٰ فضیلت ہے۔جب کوئی امام کی ادنیٰ فضیلت بیان نہیں کرسکتا تو پوری فضیلت سے کون آگاہ ہوسکتا ہے۔

حدیث :

امام رضاؑ سرکار امامت کی بارے میں فرماتے ہیں: (مختصر)

''امام کی قدرومنزلت اور اسکی شان اور اسکا مکان اور اسکے اطراف جوانب اور اسکی گہرائی اس بات سے جلیل، عظیم، اعلیٰ، محفوظ اور بعید (دور) ہے کہ لوگ اپنی عقلوں سے اس تک پہنچیں یا اپنی آراء سے اس کو حاصل کریں۔ امام شمس نصف النہار (دن کے درمیان میں سورج) کی طرح ہوتا ہے۔ جو اپنی ضیاء بارشعاعوں سے عالم (ساری کائنات) کو روشن کرتا ہے۔ اور خود اس بلند مقام پر ہوتا ہے اور نہ وہاں تک کوئی پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی کی نظر وہاں جاسکتی ہے۔ امام کا کوئی بدل اور مثیل ونظیر نہیں ہوتا۔''

''یہ عہدہ امامت خاص نبی اکرمؐ کے لئے تھا جو انہوں نے بطریق سنت خداوندی اپنے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کو سونپا۔ پس علیؑ کی ذریت میں اصفاء و اتقیاء پیدا ہوئے ہیں جنہیں خداوند عالم نے علم وہبی اور ایمان عنایت فرمایا۔ پس وہ امامت قیامت تک اولاد علیؑ میں محصور اور مخصوص ہے کیونکہ مقام انبیاء اور میراث اوصیاء ہے اور امامت خلافت الٰہی اور خلافت رسولؐ ہے اور امامت مقام امیرالمومنینؑ اور میراث حسنؑ و حسینؑ ہے۔''

''امامت سلک دین ہے۔ امامت نظام مسلمین ہے۔ امامت صلاح دنیا ہے۔ امامت مومنین کی عزت ہے۔ امامت اسلام عالی کی اصل ہے اور اس کی بلند و بالا شاخ ہے۔ امام کی وجہ سے نماز، زکوۃ، حج اور جہاد اور غنیمت وصدقات کامل ہوتے ہیں۔''

''پس کون ہے جو معرفت امام حاصل کرے اور کس کی مجال ہے کہ اپنی مرضی سے امام بنا لے۔ یہ بات بہت دور ہے، بہت دور ہے۔ عہدہ امامت کے سامنے سامنے عقل گمراہ ہے۔ دانش پریشان ہے، خرد حیران ہے، آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ بڑے بڑے حقیر ہو گئے ہیں اور حکماء متحیر ہیں۔ صاحبان دانش قاصر ہیں، خطباء گنگ ہیں، دانا جاہل ہیں، شعراء تھک گئے، ادباء عاجز

آ گئے، بلغاء رہ گئے اور یہ تمام طبقے امام کی شان یا فضیلت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اپنی عاجزی اور تقصیر کا اعتراف کرلیا اور یہ لوگ امامؑ کے اوصاف یا لغت وکنہ بیان کریں تو کیسے کریں جب کہ امام کا کوئی امران کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔"

(مدینۃ المعاجز اردو ترجمہ معجزوں کا شہر جلد ۴ صفحہ 43,42,40۔غایۃ المرام)

تبصرہ :

یعنی اللہ کے بنائے ہوئے امام کی شان ومنزلت اتنی دور ہے کہ انکا بلند مرتبہ عقل کی سوچ سے باہر ہے اور نہ ہی کوئی ان کی عظمت کا اندازہ لگا سکتا ہے امام روشن سورج کی طرح صرف انسانوں کو نہیں بلکہ ساری دنیا کو روشنی دیتا ہے۔یعنی امام صرف ایک فرقہ یا دین کیلئے نہیں ہوتا بلکہ عرش سے لے کرفرش تک کُل کائنات امام کے ہدایت کی روشنی میں اپنا نظام چلاتی ہے۔یہ اللہ کے مقرر کردہ ایسے امامؑ ہیں جن کی مثال اور نظیر دنیا میں نہیں ہے۔اور نہ ہی کوئی ایسی ذات ہے جو ان کا بدل بن سکے۔

یہ عظیم واعلیٰ اور بے مثل وبے نظیر عہدۂ امامت فقط اللہ کے حکم کے مطابق رسول اللہؐ اور مولا علیؑ سے لے کرامام القائمؑ تک ۱۱ ائمہؑ کے لئے مخصوص ہے۔ انکے علاوہ کسی کو بھی امام نہیں کہہ سکتے۔انکا علم سکھا یا ہوا نہیں بلکہ عطا کیا ہوا ہے(علم وہبی)۔اور ایمان عطا ہوا۔(یعنی ان پر صدق دل سے ایمان لانے والا ہی مومن ہے)۔یعنی اگر کوئی اور امام ہے تو اسکے پاس مقام انبیاء اور وراثت اوصیاء ہونا چاہے۔وہ اللہ کا خلیفہ اور رسولؐ کا خلیفہ ہو۔کون ہے جو اپنے آپ کو مولا علیؑ مولا حسنؑ مولا حسینؑ سے لے کرامام زمانہؑ تک انکےؑ مقام پر کھڑا کر سکے۔

اسلام کی اصل یعنی اصول دین صرف امامؑ کی امامت ہے۔یہی دین کا راستہ ونظام اور دنیا میں اصلاح کا سبب ہے۔یہ مومنین کی عزت ہے۔یعنی عزت صرف اس مومن کی ہے۔جو غیروں کو و نہیں بلکہ فقط انؑ ۱۲ (بارہ) امامؑ کو اپنا امام مانتا ہے۔اور کوئی بھی عبادت نماز،زکوۃ،حج، جہاد

وغیرہ وغیرہ ان کے بغیر قبول نہیں کئے جاتے۔ سرکار صادقؑ فرماتے ہیں:

نحن الصلوۃ فی کتاب اللہ عزوجل ونحن الزکوۃ، ونحن الصیام نحن الحج نحن البلد الحرام ونحن کبعۃ اللہ ونحن قبلۃ اللہ، ونحن وجہ اللہ، قال اللہ تعالیٰ (فاینما تولوا فثم وجہ اللہ) ونحن الایات ونحن البینات۔

ترجمہ:

کتاب خدا میں نماز سے مراد ہم ہیں، زکوۃ ہم ہیں، روزہ ہم ہیں، حج ہم ہیں، شہر حرام ہم ہیں، کعبۃ اللہ ہم ہیں، قبلۃ اللہ ہم ہیں کہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے (تم جہاں بھی منہ کرو ادھر خدا کا چہرہ ہے۔ آیات ہمؑ ہیں۔ اور بینات یعنی نشانیاں اور دلائل ہم ہیں)

(تفسیر برھان جلد۱ صفحہ۲۲۔ القطرہ جلد۲ صفحہ۸۹)

پس کون ہیں جو امام کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ جب کوئی امامت کو پہچان ہی نہیں سکتا ہے۔ تو کیسے کسی کو امام بنا سکتا ہے۔ دنیا کے عقلمندوں، عارفوں اور دانشوروں کا طبقہ امامؑ حق کی شان اور فضیلت بتانے سے عاجز اور قاصر ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جیسے انسان کو تو جان سکتا ہے۔ مگر اللہ کے نور سے صادر ہونے والے کو کیسے جان سکتا ہے؟ امام سجادؑ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمدؐ علیؑ اور گیارہ اماموںؑ کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا جبکہ وہ ارواح تھے۔ اور ہر مخلوق کی خلقت سے پہلے نور کی روشنی میں خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے (کمال الدین ۳۱۸۔ القطرہ۔ جلد۱۔ص ۱۲۵)

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہے: ظاھرھما بشریۃ، وباطنھا لاھوتیۃ ....

ترجمہ:

یہ ظاہری لباس انسانی اس لئے ہم پہن کر آئے ہیں کہ ہمیں تم دیکھ سکو ورنہ ہم نور ہے۔ جب موسیٰؑ بے ہوش ہوگئے امت باقی جل کر راکھ ہوگئی تو تمہیں کہاں ہوش رہتا۔ اس لئے ہم ظاہر میں بشر نظر آتے ہیں اور ہماری حقیقت کو جبرائیل بھی سمجھ نہیں سکتا۔

(اقوال المعصومین فی رد المقصرین صفحہ ۲۴۲ ، تفسیر برھان جلد ۵ صفحہ ۵۱۷ ، القطرۃ صفحہ ۳۱)

جب فرشتوں کا سردار معصوم جبرائیلؑ بھی امام کو نہیں جان سکتا۔ تو عام انسان کیسے پہچانیں گے۔ بلکہ امام رضاؑ فرمارہے ہیں کہ: ''ہمارا کوئی بھی امر کسی کی سمجھ میں نہیں آسکا''۔ اور کسی کی سمجھ میں انکا امر کیسے آسکتا ہے۔ جو اللہ کے امر کے مالک ہیں (اولی الامر)۔ اور اللہ کے امر کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کی تعلیم کردہ زیارت میں بھی یہ عظیم الشان جملے ملتے ہیں۔

زیارت مطلقہ امام حسین صلواۃ اللہ علیہم: (مختصر)

فتح اللہ و بکم یختم اللہ و بکم.................

ترجمہ :

آپ کے ذریعہ خدا نے آغاز کیا اور آپ کے ذریعہ ختم کرتا ہے اور آپ کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے محو (مٹا) کرتا ہے یا ثابت کرتا ہے...... آپ کے ذریعہ زمین درختوں کو اگاتی ہے اور زمین سے پھلوں کو نکالتی ہے آپ کے ذریعہ آسمان سے بارش کو اور۔ رزق کو نازل کرتا ہے...... خدا کا ارادہ اور اس کی تقدیر کے سارے امور (احکام) آپ پر نازل ہوتے ہے پھر آپ کے گھروں سے ہو کر اس کے فیصلے سارے بندوں کے لئے صادر ہوتے ہیں۔

(مفاتیح الجنان صفحہ ۷۷۳۔ ذیشان جوادی)

تبصرہ :

کائنات کی ابتداء میں جو بھی تخلیق ہوئی اور جب بھی اسکا خاتمہ ہوگا امامؑ کے ہاتھوں سے ہوگا۔ اور عرش سے فرش تک، ملائکہ سے انبیاء تک، جانوروں سے انسانوں تک اور سب کا رزق وغیرہ وغیرہ یعنی پوری دنیا کا فیصلہ اللہ امامؑ کے سپرد کیا ہے۔ اسی لئے انہیں امام صاحب الزمانؑ (کل زمانے کا مالک) کہتے ہیں۔ امام کی ان فضیلتوں پر شک کرنا اللہ کی قدرت پر شک کرنا ہے۔ کیا اللہ اس بات پر

قادر نہیں ہے کہ کسی کو یہ مقام عطا کر سکے؟ اور جو اللہ کی قدرت پر شک کرتا ہے وہ کافر ہے۔؟

یہ ہیں اللہ کے وہ مقرر کردہ امام جن کی اطاعت کی حکم دیا ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کو امام کہنا اور اطاعت کرنے والا مشرک و کافر ہے۔ کوئی ہے جو ایسا عظیم المرتبت امامؑ بنا سکتا ہے؟ کوئی ہے جو ان کا قائم مقام بن سکتا ہے؟ کوئی ہے جو اپنے آپ کو یا کسی اور کو امام کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں...... ایسے امام کو صرف اللہ بناتا ہے اور چنتا ہے اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ امام کا انتخاب کرے۔

آیت :

''وربک یخلق مایشاؤ ویختار ما کان لھم الخیرہ۔ سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون''

(القصص: آیت 68)

ترجمہ :

'اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس کو چاہیں منتخب کر لیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے'

تبصرہ :

خدا نے صاف اور واضع الفاظ میں یہ حکم دے دیا کہ۔ خلق اور انتخاب اُسکا حق ہے۔ اگر لوگ اللہ کا یہ حق چھین کر خود انتخاب کرینگے تو وہ مشرک ہو جائیں گے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں......''ائمہ طاہرینؑ کی امامت خدا کی طرف سے ہے۔ نہ کسی کو اس عہدے کے قبول کرنے کا اختیار ہے نہ اپنے بعد کسی کو سپرد کرنے کا اختیار دیا۔ اگر علیؑ جیسے بصیر انسان بھی یہ چاہتے کہ اپنے بعد مثلاً حضرت عباسؑ کو امام بنا دیتے۔ یہ کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ اس لئے کہ یہ لطف اور عہدہ خدا کی طرف سے خاص بندوں کے لئے معین ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۱۳۹ ۔طبع ایران ۱۲۸۱ھ ۔ ذکرالعباس۔ صفحہ ۵۳) یعنی حضرت عباسؑ میں امامت کی صلاحیت ہونے کے باوجود امام نہیں بن سکتے۔ کیونکہ خدا نے ۱۲ امامؑ

کو امامت مطلقہ کے لے چن لیا تھا۔جس طرح ۱۲۴۰۰۰ انبیاء کوچن لیا تھا۔حالانکہ یہ سارے اہلبیت ؑ معدن نبوت اور محل رسالت ہیں۔(مفاتیح) خدا نے انتخاب کا اختیار دوسروں کو کیوں نہیں دیا اسکے بارے میں ہمارے آقاؑ و مولاؑ اور اللہ کی غیبت کے مظہر جسکا انتظار رسولؐ، ائمہؑ، خالص مومنین اور خود اللہ کر رہا ہے۔اُنکیؑ روایت پیش خدمت ہے۔

حدیث :

بندوں کو نبیؐ اور امامؑ چننے کا اختیار کیوں نہیں دیا ؟

بصائر میں یہ روایت بسند معتبر اور شیخ طبری نے اپنی کتاب احتجاج میں اور دیگر کئی حضرات نے روایت کی ہے کہ سعید بن عبداللہ جب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں چند مسائل پوچھنے گیا۔سعید نے دیکھا کہ ایک چھوٹا بچہ (امام زمانہؑ) امامؑ کی گود میں بیٹھا ہے۔امام حسن عسکریؑ نے بچے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنے مولاؑ یعنی حضرت صاحب الامرؑ سے پوچھ لے منجملہ کئی سوالات میں ایک یہ سوال تھا کہ امت اپنے امام کا انتخاب کیوں نہیں کر سکتی ۔امام حجتؑ نے فرمایا: امام کی دو قسمیں ہوتی ہیں .ایک مصلح (اصلاح کرنے والا) امام اور دوسرا مفسد (فساد پھیلانے والا) امام اور تم کس کے بارے میں پوچھتے ہو۔سعید نے کہا مصلح امام کے متعلق پوچھتا ہوں۔مولاؑ نے فرمایا: کیا ایسا ممکن ہے کہ لوگ کسی کو اچھا سمجھ کر انتخاب کریں جبکہ وہ شخص اچھا نہ ہو ۔کیونکہ لوگوں کو ضمیر (دل کا حال) معلوم نہیں ہوتا۔سعید نے کہا ہاں مولا ایسا ہوسکتا ہے۔،

مولاؑ نے فرمایا: میں ایسی دلیل دیتا ہوں کہ تمہاری عقل قبول کرے۔یہ بتاؤ اگر جناب موسیٰؑ وعیسیٰؑ جیسے عظیم القدر نبیؑ کسی کا انتخاب کریں تو کیا ان کے چناؤ وہ کوئی غلط شخص منتخب ہوسکتا ہے؟

میں نے کہا: نہیں نبیؐ کا انتخاب غلط نہیں ہوسکتا۔

آپؑ نے فرمایا: تم غلط سمجھتے ہو۔حضرت موسیٰؑ معصوم تھے صاحب کتاب تھے انھوں نے ستر افراد کا انتخاب کیا تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ سب کہ سب منافق تھے۔انھوں نے کہا تھا.

آیت:

لن تومن لک حتیٰ تری اللہ.................(البقرہ ۵۵)

ترجمہ:

'ہم جب تک اللہ کو سامنے دیکھ نہ لیں گے اس وقت تک تم پر ایمان نہ لائیں گے۔پھر تم کو بجلی نے گھیر لیا اور تم دیکھ رہے تھے'۔

جب اولیٰ العزم نبی کا انتخاب غلط ثابت ہوسکتا ہے.تو افراد امت کے انتخاب کی کیا حیثیت ہے۔

(نورالثقلین جلد۳ صفحہ 459 ، حیات القلوب جلد۳ صفحہ 61 ، تفسیر البرھان جلد۳ صفحہ۴۴۱)

تبصرہ:

امام زمانہؑ نے صرف دو ہی قسم کے امام بتائے۔ایک اصلاح کرنے والا اور دوسرا فساد پھیلانے والا ۔اور قرآن نے بھی دو قسم کے امام بتائے ائمۃ جعلنا یھدون بالامرنا (سورہ انبیاء آیت 73)۔ ''وہ امام جو ہمارے امر کی ہدایت کرتے ہیں۔'' اور دوسرے وہ امام ائمۃ یدعون الی النا ر (سورہ قصص آیت 41) ''جو آگ (جہنم) کی طرف بلاتے ہیں۔'' یعنی ان ۱۲ امامؑ کے علاوہ جو بھی دینی احکام میں اپنی طرف رجوع کرنے کا کہے تو دراصل وہ دوزخ کی طرف بلاتا ہے ۔

امام زمانہؑ فرماتے ہیں : کہ حضرت موسیٰؑ جیسے اولیٰ العزم پیغمبر جو اپنی امت سے زیادہ عالم و عاقل ہے۔انھوں نے لاکھوں افراد میں نیک ترین لوگوں میں سے صرف 70 لوگوں کا انتخاب کیا۔مگر وہ بھی منافق نکلے .اگر اتنے بابصیرت کلیم اللہ نبیؐ کا انتخاب غلط ہوسکتا ہے تو ایک عام امت کیسے کسی کو چن سکتی ہے۔

آیت :

ولئن اطئتم بشرا مشلکم انکم ان الخسرین (سورہ مومنون)

ترجمہ :

اگرتم اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کروگے تو تم ضرور نقصان اُٹھانے والے ہوجاؤ گے۔

حدیث :

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر غیر خدا کے بنائے ہوئے امام کی پیروی کرے گا تو ایسا شخص مشرک ہے۔اس شخص نے گویا خدا کا شریک قرار دے دیا ہے۔

(حیات القلوب جلد۳.در بیان امامت صفحہ 60 علامہ مجلسی)

تبصرہ :

خٰسرین (نقصان اٹھانے والا) جہنمی ہے۔ ذرا سوچیے۔وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کے بنائے ہوئے اماموںؑ (نور) کو چھوڑ کر کسی اپنے جیسے خاطی انسان (بشر) کو امام بناتے ہیں۔اور انکی پیروی و تقلید کرتے ہوئے مشرک ہوجاتے ہیں ۔؟

آیت :

انھم اتخذو اشیطین اولیاء من دون اللہ۔

ترجمہ :

انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولی بنالیا ہے۔

تفسیر :

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے ائمہ حق کو چھوڑ کر ائمہ باطل کا دامن تھاما ہے۔ (علل شرائع ، نور الثقلین جلد۳ صفحہ ۳۵۲)

تبصرہ :

قرآن کی آیت کہتی ہے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولی بنا لیا ہے۔اور امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ ائمہ حق کو چھوڑ کر ائمہ باطل کو تھاما ہے۔یعنی امام کو چھوڑ نا اللہ کو چھوڑ نا ہے۔اور یہاں اللہ نے اپنی ذات کے ساتھ امامؑ حق کو ملایا ہے۔

امامؑ حق کا انکار اللہ کا انکار ہے۔امامؑ حق کے علاوہ دوسروں کو امام کہنا یا ماننا۔کا مطلب یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں کو اللہ کہنا اور دوسرا اللہ ماننا ہے۔اور اللہ کے ساتھ دوسرے اللہ کو شریک کرنا شرک ہے۔اب آپ بتائیں کہ ایک مشرک ساری زندگی اللہ اللہ کرے۔سارے دینی احکام بجا لائے۔نمازیں پڑھے،روزے رکھے،حج کرے،"خمس" دے وغیرہ وغیرہ۔کیا یہ سب عمل فائدہ مند ہے؟ مگر قرآن کی ساری آیتوں میں مشرک کو جہنمی کیا ہے۔اور معصومؑ کا فرمان ہے کہ شرک نا قابل معافی جرم ہے۔جو لوگ کسی کو امام کہتے یا مانتے ہیں۔وہ ائمہ باطل چاہے وہ کسی بھی روپ میں ہو۔وہ فقیہہ و عالم بن کر آئے،امام اور ولی الامر بن کر آئے،چاہے ساری دنیا کی نظر میں پاکباز اور نیک ترین ہو،چاہے اس نے اپنا لباس عما قبا کو بنا لیا ہو،سفید چہرہ اور ماتھے پر سجدہ کا نشان ہو،چاہے بارعب ترین شخصیت بھی ہو۔اگر وہ اللہ کا مقرر کردہ امام نہیں ہے تو وہ "شیطان" ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

یعنی شیطان نے مندرجہ بالا روپ دھا کر اکثر مومنین کو بہکا دیا اور کتاب خدا کی یہ آیت تصدیق کرتی ہے۔

آیت :

لقد صدق ابلیس علیھم ظنہ فاتبعوہ الا فریقاً من المومنین

(سورۃ سبا آیت ۸۹)

ترجمہ :

اوران پرابلیس نے اپنے گمان کو سچ کردکھایا سب نے پیروی کی مگر مومنین میں سے سوائے ایک فریق (گروہ) کے۔

تبصرہ :

مومنین (کئی لوگ ایمان لانے والوں کی یعنی (اکثر مومن) میں سے صرف ایک مومن کا گروہ یعنی (قلیل مومن) جسے شیطان (کسی روپ میں بھی شیطان؟) نہیں بہکا سکا۔یعنی اکثر مومن بہک گئے۔دوسرے قلیل مومن بچ گئے۔ان دونوں گروہ اوران کے اماموں کے بارے میں سرکار صادقؑ فرماتے ہے:

حدیث :

کلینی نے بسند معتبر ابن منصور سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہوں۔مجھے اس گروہ پر بڑا تعجب ہوتا ہے۔جو آپکیؑ ولایت نہیں رکھتے بلکہ یہ لوگ امین،وفادار اور بڑے سچے بنتے ہیں۔لیکن وہ گروہ جو آپکی ولایت کا قائل ہے۔مگر امانت نہیں رکھتا اور بے وفا ہے اور راست گو بھی نہیں ہے۔یہ سن کر امام سنبھل کر بیٹھے اور جلال کی حالت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص خدا کی عبادت کرتا ہے۔اس امام جابر کی ولایت کے ساتھ جس کو خدا نے معین نہیں کیا ہے۔وہ بے دین ہے اور اس شخص کا کوئی گناہ نہیں ہے۔جو اس امام عادل کو مانتا ہے جس کو خدا نے منسوب کیا ہے۔

راوی : میں نے تعجب سے کہا کہ اس کا دین نہیں اور اس پر عتاب نہیں۔امام نے فرمایا کہ ہاں: کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔''اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمت الی النور''۔یعنی خدا ان کو گناہوں کہ اندھیرے سے نکال کر توبہ اور معافی کے نور کی طرف لائے گا۔اس وجہ سے کے انہیں اس امام عادل پر

اعتقاد ہے جس کو خدا نے معین فرمایا کہ

"والذین کفروا اولیاء ھم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات" (آیت الکرسی ۲۵۷)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے اولیا (سرپرست) طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا الذین کفروا سے کافر مراد نہیں ہیں؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ کافروں کہ پاس کونسا نور ہے کہ جس سے باہر نکال کر ظلمات کی لے جائیں گے۔ بلکہ اس سے وہ جماعت مراد ہے کہ جو نور اسلام پر تو تھے مگر چونکہ ہر اس امام جابر کی ولایت قبول کی کہ جس کو خدا نے معین نہیں کیا ہے۔ اس ولایت ہی کی وجہ سے نور اسلام سے ظلمات کی طرف چلے گئے۔ پس خدا نے ان پر آتش جہنم کو واجب کر دیا ہے۔ پس یہی لوگ جہنمی ہیں۔ جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

(حیات القلوب ترجمہ ضیاالنفوس جلد۳ صفحہ ۲۱۱ اصول کافی ترجمہ الشافی جلد۲ صفحہ ۴۱۸)

تبصرہ :

وہ امام عادل جسے اللہ نے مقرر کیا ہے۔ اگر ان کی ولایت ہے تو اللہ مومن گنہگار کو توبہ کرائے گا۔ اور معاف کرے گا۔ چاہے وہ کتنے بھی گناہ گار کیوں نہ ہوں۔ اور جو طاغوت (ابلیس) کے اولیاء کو اپنا امام مانے جسے اللہ نے امام نہیں بنایا۔ چاہے وہ کتنا ہی اچھا اور نیک ہوا سے جہنم میں ڈالے گا۔ یہ کفار کی بات نہیں بلکہ وہ مومنین ہیں۔ جو نور اسلام (امامؑ عادل کے عقیدے) پر تھے ۔یعنی مومن کے اپنے ہی فرقے میں ایسے لوگ ہیں جو غیر خدا کے بنائے ہوئے انسان کو اپنا امام اور اولی الامر مانتے ہیں۔ اس وجہ سے اسلام سے نکل کر سیدھے جہنم پہنچ جاتے ہیں۔

حدیث :

مولا امام باقرؑ فرماتے ہیں: میں اس قوم پر تعجب کرتا ہوں جو ہمیں اپنا متولی اور امام قرار

دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری اطاعت اُن پر فرض ہے۔ پھر وہ اپنی حجت توڑ دیتے ہیں اور اپنے دلوں کی کمزوری کی وجہ سے اپنے نفسوں سے جھگڑتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے حق کو کم کر دیتے ہیں اور اسکا عیب اُس پر لگاتے ہیں۔ جسکو اللہ نے حق کی معرفت دی ہے اور ہمارے امر کو ماننے کی دلیل دی ہے۔

(بحائرالدرجات حدیث 13 اردو ترجمہ باب آسمانی علم اور خبریں)

تبصرہ :

مولا نے کس قوم (مومن کی اکثریت) پر تعجب کیا ہے جو مولا کو اپنا امام اور متولی (ولی الامر) سمجھتے ہیں۔؟ اور قرآن و حدیث اور یوم غدیر کے اعلان کے مطابق انکی امامت اور ولایت کی حجت (دلیل) رکھتے ہیں۔ اور اللہ اور امام کی اطاعت کو ایک ہی جانتے ہیں۔ مگر پھر انکےؑ علاوہ دوسروں کو بھی اپنا امام اور ولی الامر مان کر اپنی حجت پر قائم نہیں رہتے؟۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:۔ ”حضرت قائم صلوات اللہ علیہ کی غیبت طولانی ہونے کی وجہ سے ” اکثر لوگ دین سے خارج ہو جائیں گے۔ اور ۱۳ (تیرہ) اماموں یا اس سے زیادہ اماموں کے قائل ہو جائیں گے“۔ ؟ (القطرہ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۹۔ کمال الدین۔ جلد ۲۔ ۳۵۹)

مولاؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ ۷ یا ۸ امام بنائیں گے۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ ۱۳ امام اور اس سے زیادہ امام بنائیں گے۔ یعنی ۱۲ امام کے عقیدے پر پہلے سے ہونگے۔ مگر ۱۳ یا اس سے زیادہ امام بنا کر دین سے خارج ہو جائیں گے۔ سوائے شیعہ کے ۱۲ امام معصومؑ کے عقیدے پر کون ہے۔؟ اور سرکار صادقؑ نے حق سچ فرمایا۔ آج ۱۱۰۰ سال کے بعد شیعوں نے ۱۳ کے بعد ۱۴ واں امام بنالیا۔ اور اسکے بعد نجانے کون امام ہوگا۔؟

وہ امامت جس سے بڑے بڑے انبیاء اور رسول تک محروم رہ گئے۔ یہ اکثر مومن اپنے جیسے غیر معصوم اور خاطی انسان کو امام کا درجہ دے دیتے ہیں؟ بلکہ انہیں آیت اللہ، آیت العظمیٰ و

الکبریٰ، اہل ذکر، مرجع وغیرہ وغیرہ کے القابات اور خطابات سے بھی نواز دیتے ہیں۔

''ذرنی ومن خلقت وحیدا..................انہٗ کان لآ یتنا عنیداً''۔(سورہ مدثر۔۱۱)۔

امام ابوجعفرؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ ابلیس لعین ائمہؑ سے عناد رکھتا ہے اور ان کے راستے سے لوگوں کو بھٹکاتا ہے اور انؑ (ائمہ معصومینؑ) کے دشمنوں کے راستے کی طرف دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے یہ ائمہ ہی آیات اللہ ہیں۔(تاویل آیات الظاہرہ جلد۔۲۔تفسیر برھان۔جلد ۸۔۱۶۰)

۔یعنی جو لوگ غیر معصوم امام کو آیت اللہ کہتے ہیں۔انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے۔اور یہ جعلی آیت اللہ امام معصومؑ کے دشمن ہیں۔

یہ خطابات والقابات اللہ نے صرف اپنے پیارے حبیب محمدؐ مصطفٰے اور انکیؑ آل پاک سے منصوب اور مخصوص کیا ہے۔غیروں نے امیر المومنین، صدیق، فاروق، غنی جیسے القابات اور خطابات چھین لئے۔اور باقی اپنوں (اکثر مومن) نے بھی کچھ نہیں چھوڑا۔صد افسوس۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

''افسوس افسوس اس قوم پر جو ہدایت حاصل کرنے سے پہلے مرگئی۔اور اسے اپنے مومن ہونے کا گمان رہا اور انہوں نے شرک کیا اس صورت (طریقے) سے کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا۔''

(اصول کافی ترجمہ شافی جلد۲ حدیث۶ صفحہ۳۶)

یعنی اکثر مومن بے خبری میں شرک کرتے رہے اور اسی گمان میں رہے کہ وہ ایمان پر ہیں۔اور اللہ بھی اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

''ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین''

''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔لیکن در حقیقت وہ مومن نہیں''۔

پھر سرکار باقرؑ نے قلیل گروہ مومن کی بات کی ہے۔جنہیں اللہ نے حق (اللہ،رسول ،امام،اہلبیتؑ،نماز،روزہ،زکوٰۃ وغیرہ جو سارے حق ہیں) کی معرفت دی ہے۔جو صرف ائمہ معصومینؑ کو ہی امام اور ولی الامر مانتا ہے۔صرف انہی کے امر (حکم) کی پیروی و تقلید کرتے ہیں۔ تو یہ اکثر مومنین کی قوم ان سے جھگڑتی ہے اور انہی لوگوں کو گمراہ،غالی اور بے عمل وغیرہ کہہ کہ ان میں عیب و نقص نکالتی ہے۔ یہ ایک قلیل مومن جن کا کہنا ہے کہ اللہ اور رسولؑ کے بعد صرف امامؑ کی اطاعت واجب ہے۔اگر دین کا سوال ہو یعنی اصول دین توحید سے لے کر فروع دین (طہارت وضو نماز زکوۃ روزہ خمس حج وغیرہ وغیرہ) تو امامؑ سے ہی لینا چاہئے۔اور دنیاوی (رزق شفاعت اولاد وغیرہ) کا سوال بھی ہو تو امامؑ پورا کرینگے۔اور قرآن بھی اسکی تائید کرتا ہے۔

”فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون“

”سوال کرو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے“.

اور اسکی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا :

” اہل ذکر محمد مصطفیٰؐ ہیں اور جن سے سوال پوچھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اہل الذکر ہم ہیں۔“

(الکافی جلد 1 حدیث۲ صفحہ 201۔بصاءرالدرجات باب ۱۹ حدیث۴۔غایۃً المرام جلد۳ صفحہ ۴۶)

تبصرہ :

یعنی یہ قلیل گروہ صرف جذبات یا محبت میں ان کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ قرآن وسنت سے اس امر کی دلیل بھی رکھتا ہے۔ یہ دوسرا گروہ ہمیشہ قلیل رہا ہے۔مولا حسینؑ فرماتے تھے کہ جو مجھے اصحاب ملے ہیں نہ میرے نانا رسولؐ کو ملے اور نہ میرے بابا علیؑ کو اور نہ میرے بھائی حسنؑ کو ملے۔اللہ رسولؐ اور امامؑ پر ایمان لانے کے باوجود لاکھوں افراد میں سے صرف امام حسینؑ کو ۷۲ (بہتر) سچے اور مخلص ایمان

لانے والے ملے۔ اگر دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو یزید (لعنت اللہ) کی طرف سے سیکڑوں مفتیوں نے مولا حسینؑ کو باغی ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ وہ مفتی اپنے دور کے بڑے عالم وفقیہہ اور حافظ قرآن مانے جاتے تھے۔ امام حسینؑ کے ۷۲ ساتھی (ہمارے ماں، باپ، ہم اور ہماری اولاد کی جانیں ان پر قربان ہوں) ''وہ قلیل گروہ'' نہ ہی انکے علم سے، نہ انکے لباسوں سے، نہ انکی عبادتوں سے، نہ انکے سفید چہروں سے متاثر ہوئے۔ نہ ہی انکی تقلید کی۔ بلکہ انکا انکار کر کے اللہ کے حکم کے مطابق امام حقؑ کی اطاعت میں اپنی مقدس جانوں کو قربان کر دیا۔ اور اللہ نے انہیں گروہ قلیل مومن کو پوری دنیا کے شہداء میں سے ''افضل الشہداء'' کا خطاب عطا فرمایا۔ اور امام حسینؑ کے بعد کسی کو بھی ایسے شیعہ نہ ملے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ : ''اگر مجھے پانچ مخلص شیعہ بھی مل جاتے تو میں خروج کرتا۔'' (مدینۃ المعاجز جلد۳ صفحہ ۱۸۷)۔ یہ سچے مومن کا گروہ ہمیشہ قلیل ہی رہا اور امام زمانہؑ سرکار تک یہی حال رہا۔

اس قلیل گروہ مومن کے بارے میں علامہ مجلسی کتاب مشارق الانوار سے نقل کرتے ہیں کہ جابرؓ نے روایت کی ہے۔

حدیث :

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: ''اے علیؑ! آپ وہ ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق کو ابتدائے آفرینش میں وجود عطا کر چکا، تو خداوند متعال نے احتجاج کیا اور فرمایا'': ''کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا تو ہمارا پروردگار ہے''

اس کے بعد فرمایا: ''حضرت محمدؐ تمہارے پیغمبر ہیں''

انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں''

پھر فرمایا: ''علیؑ تمہارے امام ہیں''

رسول خداؐ نے فرمایا: ''تمام مخلوقات نے آپ کی ولایت اور فضائل کا انکار کیا اور سخت تکبر سے کام لیا، البتہ ایک قلیل گروہ نے اقرار کیا ہے، جو اصحاب یمین ہیں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے''

آسمان چہارم پر ایک فرشتہ ہے جو یہ تسبیح پڑھ رہا ہے۔

''پاک ومنزہ ہے وہ ذات جس نے اس وسیع وعریض جہان میں سے ایک چھوٹے سے گروہ کو عظیم تر فضیلت کی طرح رہنمائی فرمائی ہے''

(مشارق الانوار صفحہ ۱۷، ۱۸ ۔ بحارالانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۴ ۔ القطرہ جلد ۳ صفحہ ۶۳)

سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

قرآن وحدیث سے کی روشنی میں مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا ہے۔

۱۔ اللہؒ اور رسولؐ کے بعد صرف ۱۲ امامؑ کی اطاعت واجب ہے۔

۲۔ امامؑ حق کا انتخاب اللہ خود کرتا ہے۔

۳۔ امامؑ حق کی فضیلت، مقام اور شان کیا ہے۔

۴۔ صرف قلیل مومن امامؑ حق کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۔ قلیل مومن کی فضیلت بیان کرنے کو اللہ تعالی نے فرشتوں کی تسبیح قرار دی۔

اور دوسری طرف یہ نتیجہ نکالا

۱۔ جسے اللہ نے مقرر نہیں کیا اسکی اطاعت حرام ہے

۲۔ اکثر مومن نے اللہ کے حکم کے خلاف غیر امام کی اطاعت کی۔

۳۔ غیر معصوم امام کا انتخاب خود کیا۔

۴۔اللہ نے غیر معصوم امام کو امام جور۔باطل،مفسد،جابر،طاغوت اور شیطان کہا۔

۵۔امام ؑ حق کے ہوتے ہوئے غیر امام باطل کی اطاعت کرتے ہوئے اکثر مومن مشرک ہو گئے۔

تبصرہ :

ہوسکتا ہے کئی مومن لاعلمی اور بے خبری میں غیر معصوم کی اطاعت وتقلید کر کے شرک کے مرتکب ہو گئے ہوں۔اوراب وہ شرک سے توبہ کرنا چاہتے ہوں۔تو اسکا حل بھی قرآن بتاتا ہے۔

آیت :

فمن یکفر بالطاغوت............................(سورہ بقرہ ۔ آیۃً الکرسی)

ترجمہ :

''جوکوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے تو وہ اللہ کی رسی سے متمسک (چمٹ) ہوجائے گا جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔''

تفسیر :

سرکار صادقؑ: آل محمدؐ کا حق غصب کرنے والے طاغوت میں شامل ہیں اور مضبوط رسی سے مراد عقیدہ ولایت ہے جو کہ ٹوٹنے والی نہیں۔

(نورالثقلین جلدا صفحہ۵۰۸۔سورہ بقرہ۔آیۃً الکرسی)

تبصرہ :

امام،ولی،اعلم،آیت اللہ،آیت العظمیٰ،آیت الکبریٰ،وغیرہ ہونا فقط آل محمدؐ کا حق ہے۔اور یہ حق اللہ نے صرف انؑ کو ہی دیا ہے۔اور یہ حق چھیننے والے طاغوت (امام باطل) ہیں۔چاہے وہ کتنا بڑا مولوی۔فقیہ ومجتہد کیوں نہ ہو۔جس طرح اللہ کو ماننے کے لیے پہلے ہر بنائے ہوئے اللہ کی رد کرنی پڑتی ہے۔(لا الہ الا اللہ)۔اسی طرح امامؑ حق کو ماننے کیلئے ہر بنائے ہوئے امام باطل

(طاغوت) کا انکار ضروری ہے۔اور جو اللہ کی اس بات پر ایمان لائے گا تو اللہ اسے ولایت آل محمدؑ جو اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں۔انؑ سے جوڑ دے گا۔طاغوت (مولوی) کے انکار کرنے کے بعد اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے امام زمانہؑ غیبت میں ہیں۔ہمیں کیا کرنا چاہیے۔؟

شرعی احکام کیسے حاصل کریں۔؟

احکام دین پر دورِ غیبت کبریٰ میں کتابیں آ چکی تھی۔اصول کافی اور من لا یحضر الفقیہہ۔جن میں اصول سے لے کر فروع تک (طہارت، وضو، نماز، ذکوٰۃ اور وغیرہ وغیرہ) ہر حکم ائمہ معصومینؑ سے وارد ہیں۔پرانی کتابوں میں وسائل الشیعہ بھی موجود ہے ان سب کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔اور ان سب کتابوں کے سارے شرعی احکام منجملہ ایک کتاب کشف الاحکام میں موجود ہیں۔

دور جدید کے احکام کس سے لیں؟

یہ بات یاد رکھیں کہ دین کے مکمل ہونے کا اعلان اللہ نے رسولؐ اکرم کے ذریعہ آخری حج کے موقع پر غدیر میں کردیا تھا۔"الیوم اکملت لکم دینکم" (مائدہ ۳) "آج تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا۔"

۱۔مولا علیؑ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو اسوقت تک پردہ نہیں کیا جب تک دین کو انکےؑ ذریعہ مکمل نہیں کیا۔اور تمام حلال حرام بتا دئے۔ (بصائرالدرجات حدیث ۱۸ باب ۱۳)

۲۔امام علی رضاؑ فرماتے ہیں: امامت کے امر کا تعلق اتمام دین (یعنی دین مکمل) ہونے سے ہے۔اور نبیؐ اکرم نے عقبیٰ کو اسوقت تک اختیار نہ کیا۔جب تک انہوں نے معالم دین (دین کے سارے علوم) بیان نہ فرمائے۔اور ان کا راستہ واضع کر کے انہیں حق کی راہ پر ڈال گئے۔اور ان کے لئے علیؑ کو علم (نشانی) اور امام مقرر کر گئے۔امت کو جس چیز کی حاجت تھی بیان فرمائی۔لہٰذا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا۔وہ دراصل کتاب خدا کو رد کرتا ہے۔اور جو کتاب خدا کو رد

کرے وہ کافر ہے۔ (ترجمہ مدینۃ المعاجز جلد۴ صفحہ۳۹)

قرآن وحدیث نے بالکل واضع کردیا کہ دین کے تمام احکام بیان کردیئے گئے ہیں۔اور امت کو جس چیز کی بھی ضرورت تھی وہ نبیؐ اور امامؑ نے بتادیا۔اب دین میں جدید مسائل کے نام پر کوئی بھی اپنی طرف راغب کرے۔تو وہ قرآن کو رد کرنے والا کافر ہے۔اور مولوی کے پاس سب سے بڑا ہتھیار جدید مسائل کے نام پر اپنی طرف راغب کرنا ہے۔سرکار صادق فرماتے ہیں: جس نے اس لئے علم حاصل کیا تاکہ۔وہ نادانوں سے جھگڑا کرے۔یا علماء کے مقابلے میں اپنے آپ پر فخر کرے۔یا پھر اس لئے علم حاصل کیا ہے کہ لوگ اسکی جانب رجوع کریں۔تو وہ جہنمی ہے۔(معانی الاخبار اردو۔صفحہ۲۶۲)

کن لوگوں سے دین حاصل کرے۔؟

امام صادقؑ فرماتے ہیں:''من نظر احادیثنا وعرف معاریض کلامنا واز احکم تحکمنا.................''

''مولاؑ نے فرمایا : ہمارے مذہب کا وہ طبقہ جن کی ہماری احادیث پر نظر ہے۔جو ہمارے منشا کو جانتا ہے۔تو پھر لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے دینی جھگڑوں میں ان سے رجوع کریں۔اور وہ ایسا حکم کرے جو ہمارا حکم ہو تو اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص دل میں اسے خفیف سمجھے تو اس نے ہماریؑ رد (تردید) کی اور جو ہماریؑ رد کرے اس نے اللہ کی رد کی اور دونوں کی رد کرنے والا مشرک ہے۔''

ایک اور جگہ راوی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا اختلاف حدیث کے بارے میں کہ جن کو ایسے لوگ بیان کرتے ہے جن پر آپ کا اعتماد ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہے تو آپؑ نے فرمایا: اگر اس حدیث کی تصدیق کتاب خدا یا قول رسول اللہؐ سے ہوتی ہے تو اسے لے لو ورنہ اسے رد کردو۔

(اصول کافی جلد۱ صفحہ۱۳۹ ۔ توحید العارفین صفحہ۸۷)

دینی معاملے میں ان لوگوں کی بات مانا جائے جو امامؑ کی منشا کے ساتھ احادیث کو پرکھنا جانتا ہو۔یعنی وہ کوئی بھی حکم کرے تو احادیث سے کرے۔تو انکے حکم کا انکار امام اور اللہ کا انکار ہے۔انھیں

چاہئے کہ وضو۔روزہ۔نماز وغیرہ کے احکام حدیث کے ذریعے سے بتائے نہ کہ اپنے نام کی توضیح نکال لے۔یعنی اگر دینی احکام کوئی بھی دے چاہے فقیہہ ہو اعلم ہو غیر امام ہو مجتہد ہو یا مولاؑ کا بااعتماد صحابی ہو۔اگر قرآن یا قول رسولؐ یا حکم امامؑ سے ہے۔تو قابل قبول ہے ورنہ اسکا انکار کر دیں۔

امامؑ کے ظہور ہونے تک کیا کریں۔؟

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا۔میں صبح وشام انتظار میں بسر کر رہا ہوں لیکن امام کو نہیں پاتا کہ ان کی اقتداء کروں۔پس میں کیا کروں۔مولاؑ نے فرمایا: جس سے محبت کر رہے ہو (یعنی ائمہ اہلبیتؑ) کئے جاؤ اور جس سے بغض رکھتے ہو (ائمہ ضلالت) تو رکھتے رہو۔یہاں تک کہ خدا صاحب الامرؑ کو ظاہر کرے۔ (کافی ترجمہ شافی جلد۲۔ص۔۳۴۱)

عیاشی اپنی تفسیر میں یزید بن معاویہ عجلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے۔میں امام باقرؑ کے پاس اس وقت خراسان سے پیدل سفر کرتا ہوا ایک شخص حضرت کی ملاقات کے لئے آیا،اس نے اپنے دونوں پاؤں آگے کیے تاکہ سفر میں جو زخم وغیرہ ان پر آئے ہیں وہ دکھلائے اور عرض کرنے لگا۔خدا کی قسم! آپ اہل بیت کی محبت کے سوا مجھے کسی چیز نے اس کام پر مجبور نہیں کیا اور آپ کی دوستی کی وجہ سے میں اتنا لمبا سفر پیدل چل کر آیا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: **والله لو احبنا حجر حشره الله معنا، هل الدين الا الحب؟**

”خدا کی قسم! اگر پتھر بھی ہماری محبت رکھتا ہوگا تو خدا تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا،کیا دین سوائے محبت کے اور کوئی چیز ہے؟“

بے شک خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ“ (سورہ آل عمران آیت ۳۱)

”اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے۔“

(اور آپ نے دو مرتبہ تکرار کیا) کیا دین سوائے محبت اور دوستی کے کچھ اور ہے؟

(مناقب اہل بیت ترجمہ القطرہ جلد ۲ صفحہ ۳۱، ۳۲)

امام معصومؑ کی غیبت میں سب سے پہلے امامؑ کا انتظار کرنا چاہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے سورہ ھود اور سورہ یونسؑ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کل متربص فتربصو............"اے حبیبؐ آپ فرما دیں سب انتظار میں ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں۔" امام جواد فرماتے ہے: "میرے شیعوں کے اعمال میں سے بہترین عمل امام زمانہؑ کا انتظار ہے" (کمال الدین۔ ج ۲۔ ۳۷۷) یعنی ہر عمل نماز، زکوۃ، روزہ وغیرہ وغیرہ سے بھی افضل امامؑ کا انتظار ہے۔ کیونکہ یہ عمل (انتظار) اللہ بھی کر رہا ہے۔ یہ واجب ترین عمل ہے۔ امام کاظمؑ فرماتے ہے: "جس شخص کو ایک ماہ گزر جائے اپنے امام زمانہؑ کا انتظار نہ کیا ہے اپنے ایمان پر نظر ثانی کرے اور توبہ کرے۔ اور پورے سال میں ایک دن بھی انتظار نہ کیا ہو اگر مر گیا ہے تو اسے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو۔" (غیبت نعمانی صفحہ ۴۱) یعنی جو امام کا انتظار نہ کرے وہ یہودی ہے۔ انتظار کا یہ مطلب نہیں کہ صرف العجل العجل کہا جائے۔ بلکہ کوئی اپنا بہت ہی قریبی عزیز غائب ہو جائے۔ جیسے ایک ماں کا بیٹا غائب ہو جائے۔ تو اس کی زندگی کیسے گزرے گی۔ اس کی جدائی میں ماں کے دل میں کیسی تڑپ ہوگی۔ اس طرح انتظار کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد فرمان امامؑ کے مطابق غیبت کے دور میں انکے شیعوں کو چاہیے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت اور انکے دشمنوں سے نفرت کرتے رہیں۔ اور اصل دین ہی امامؑ کی محبت ہے۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ "میری اور میرے اہل بیتؑ کی محبت سات مقامات پر فائدہ دیگی کہ جہاں خوف وحشت زیادہ ہے۔ موت کے وقت۔ قبر میں۔ قبر سے اٹھنے کے وقت۔ جب نامۂ اعمال ملے گا۔ حساب وکتاب کے وقت۔ جب میزان لگے گا۔ اور پل صراط سے گذرنے کے وقت۔" (القطرہ)

یعنی زندگی کے آخری دن کے بعد محبّ اہلبیتؑ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جو بھی انؑ کے ساتھ محبت کرے

گا تو ان کے ساتھ ہی محشور ہو گا۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

امامؑ سے رابطہ کیسے رکھیں۔؟

سید بن طاؤس (قدس) کتاب کشف المحجہ میں کتاب الرسائل تالیف کلینیؒ سے راوی کے ذریعے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام ہادیؑ کو لکھا کہ ایک شخص چاہتا ہے اپنے امامؑ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرے اور اپنی مشکلات کو ان کے سامنے پیش کرے جیسے کہ وہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتا ہے اور اپنی حاجتوں کا اظہار کرتا ہے۔

امامؑ نے اسے اس طرح جواب لکھا: ان کان لک حاجتہ فحرک شفتیکؑ..............................

''جب بھی تیری کوئی حاجت ہو تم فقط اپنے لبوں کو حرکت دو اور مطمئن ہو جاؤ کہ جواب تجھ تک پہنچ جائے گا''

(القطرہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ بحوالہ کشف المحجہ صفحہ ۱۵۳ بحار الانوار ۵۰۔۱۵۵ حدیث ۴۲)

جس طرح ہم اللہ سے حاجت طلب کرتے ہیں اور رزق، اولاد، شفا وغیرہ وغیرہ۔ کی دعا کرتے ہیں تو اسی طرح جب بھی کوئی حاجت ہو تو امام زمانہؑ سے سوال کریں۔ اور مولاؑ کا یہ دعویٰ ہے کہ جواب ضرور ملے گا۔ آزمودہ تجربہ ہے۔ اور میرے ایک دوست کا طریقہ یہ ہے کہ تنہائی میں اپنے آپ کو تصور میں امام زمانہؑ کے حضور پیش کرتا ہے۔ پھر اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر اور جھکا کر تین مرتبہ الامان الامان الامان کہتا ہے۔ پھر درود پڑھتا ہے۔ پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ پھر کہتا ہے مولاؑ میری جان آپؑ پر فدا ہو۔ میں خود کو آپکےؑ سپرد کرتا ہوں۔ اور ہر امر میں آپکاؑ محتاج ہوں۔ پھر دین و دنیا کی کوئی بھی حاجت ہو ان سے سوال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جلد یا بدیر مولاؑ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔

اللھم صلی اللہ محمدؐ و آل محمدؐ

دوستوں : ہم نے شرک کے اس پہلو پر نظر ڈالی ہے۔جس کا شکار صرف مسلمان و مومن نہیں بلکہ ہر نبیؑ کی امت رہی ہے۔ ہر امت کے غیر معصوم امام نے شرک ِ عبادت کا تو خوف دلایا مگر شرک ِ اطاعت سے اپنے فرقے کے لوگوں کو ہمیشہ دور رکھا ۔کیونکہ لوگ انکے محتاج رہیں۔انہوں نے لالچ اور اقتدار کی ہوس میں اکثر لوگوں کو گمراہ کردیا۔ایمانداری سے بتائیں کہ شیطان مومنین کو گمراہ کرنے کیلیئے سب سے بہتر کون سا طریقہ اختیار کرے گا۔اگر وہ دین میں برا اور بد چلن بن کر آئے گا۔تو کوئی بھی اسکی بات نہیں مانے گا۔مگر وہ اپنے آپ کو ایک متقی پرہیزگار اور عالم کے روپ میں لائے گا۔تو سادہ لوح اور کم علم لوگوں کو آسانی سے بہکا سکے گا۔اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔پورے مضمون میں آپ نے ملاخطہ کیا۔کہ سوائے قلیل مومن کے شیطان نے سب کو گمراہ کردیا۔ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد بھی صرف وہ قلیل مومن ایمان لائیں گے۔جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھا ہوگا۔آخر میں اس حدیث کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

امام باقرؐ فرماتے ہیں:

جس کے اندر خدا وعظ و نصیحت قرار نہ دے۔تو لوگوں کی وعظ و نصیحت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ ۔ لعنت بر مقصرین

nasirbadami@hotmail.com

مندرجہ بالا حوالہ جات مستند اور صحیح تفاسیر و احادیث سے لئے گئے ہیں۔کچھ کتابیں ائمہ معصومؐ کے دور کی ہیں۔ان راویوں کا احوال قصص العلماء کتاب میں بھی موجود ہے۔